JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 14, Issue: 02, January – June 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

انعام الباری ونعمۃالباری کے منتخب باب "کتاب الجنائز" کا تقابلی جائزہ

A comparative study of the selected chapter(Kitab Al-Janaiz) of Inam-Albari and Naimat-Albari

Dr.Khawaja Saif-Ur-Rehman Siddiqui*
Subject Specialist Islamic Studies Workers Welfare Higher Secondary School (Boys) Shahdara ,Lahore,

Muhammad Akram Hureri**
PhD Scholar (Quran &Tafseer) AIOU Islamabad, Ex Research Associate University Malayan Malaysia.

Abstract

Funeral prayer began in Islam in the first year of the Hijrah.In the month of Shawwal,seven months after the Hijrah.Hazrat Asad Bin Zurara (R.A) was the first muslim to die after the migration and th e first funeral prayer in Islam was offered to him.The key to the heaven are righteous deeds. Funeral prayer is farz-e-kifaya according to the most of the Scholars of Islam. The Prophets are alive in their graves. Scholars views are different about furnal prayer in absentia. It is not permissible according to Imam Abu Hanifa R.A and Imam Malik R.A and according to Imam Shafi R.A it is permissible. The underage children of Muslims who die will go to heaven. The ghusl of the deceased is not due to the impurity of his body.But is due to his honour.The Holy Prophet (SAWS) gave his chador (shawl)to his daughter Hazrat Zainab (R.A) for her shroud at the time of her death. Allama Aeni R.A says that the Hadith proves that it is permissible to receive something from elders as blessing. It is permissible to shrouding a woman with man's clothes. The woman will be shrouded in five garments.

Keywords: *Funral prayer, Shawwal, Imam Abu Hanifa, Holy Prophet.*

انعام الباری اور نعمۃالباری دونوں صحیح بخاری کی اردو شروحات ہیں۔انعام الباری مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی صحیح بخاری کی شرح ہے اور نعمۃالباری علامہ غلام رسول سعیدیؒ کی صحیح بخاری کی شرح ہے۔دونوں اھل سنت کے جید علماء ہیں اور دونوں کا تعلق فقہ حنفی

CC BY

سے ہے مگر دونوں کا مکتبہ فکر مختلف ہے ، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا تعلق اھل سنت دیو بند مکتبہ فکر سے ہے جبکہ علامہ غلام رسول سعیدیؒ کا تعلق اھل سنت بریلوی مکتبہ فکر سے ہے ۔ صاحب انعام الباری اس وقت بھی حیات ہیں ۔اور جبکہ صاحب نعمۃالباری 5 فروری 2016ء میں انتقال فرما چکے ۔دونوں اپنے اپنے مسلک کے جید علماء میں سے ہیں۔انعام الباری مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی باقاعدہ تصنیف نہیں بلکہ ان کے دروس کا مجموعہ ہے جو کہ ان کی نگرانی میں جمع کیے گئے ہیں۔ جبکہ نعمۃالباری علامہ غلام رسول سعیدی کی باقاعدہ تصنیف ہے ۔انعام الباری آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور نعمۃالباری چودہ جلدوں پر مشتمل ہے ۔ صاحب انعام الباری چونکہ دور حاضر کے عظیم سکالر ہیں اس لیے انہوں نے اپنی اس شرح میں جدید مسائل کو بھی بیان کیا ہے اور زبان سلیس ،آسان اور سادہ استعمال کرتے ہیں ، نیز فقہی مسائل میں اختصار اور جامعیت کو مد نظر رکھتے ہیں۔ جبکہ صاحب نعمۃالباری نے مسائل کو تفصیلاً بیان کیا ہے اور جدید مسائل کو مفتی صاحب کی نسبت کم بیان کیا ہے ۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ دونوں شروحات بخاری شریف کی دور حاضر کی بہترین شروحات ہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

اس مقالہ میں بخاری شریف کی شروحات انعام الباری اور نعمۃالباری کے بابٍ ''کتاب الجنائز ''کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

کتاب الجنائز[1]

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے انعام الباری میں کتاب الجنائز کے ذیل میں کچھ بیان نہیں کیا۔

مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے نعمۃ الباری میں کتاب الجنائز کے ذیل میں درج ذیل چیزیں بیان کیں۔

ا۔جنائز کی لغوی تحقیق بیان کی کہ یہ جنازہ کی جمع ہے اس کا معنی وہ تخت جس پر میت رکھی جاتی ہے۔

۲۔اس کتاب میں میت کے غسل ، کفن ، نماز جنازہ،اور دفن کے احکام سے متعلق احادیث کو ذکر کیا جائیگا۔

۳۔اسلام میں نماز جنازہ کا آغاز ہجرت کے پہلے سال شوال کے مہینے میں ہجرت کے سات ماہ بعد ہوا ، مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت اسعد بن زرارہؓ کا انتقال ہوا ، آپ ﷺ نے سب سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور سب سے پہلے انہیں بقیع میں دفن کیا گیا۔[2]

بَابُ مَا جَاءَ فِي الجَنَائِزِ، وَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلاَمِهِ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ[3]

«عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي،فَأَخْبَرَنِي أَوْ قَالَ:بَشَّرَنِي أَنَّهُ:مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لاَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ قُلْتُ:وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ»[4]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں موجود حدیث نمبر ۱۲۳۷ کا ترجمہ کیا ہے ، حدیث نمبر ۱۲۳۸ کی حاشیہ میں تخریج کی ہے ،اور درج ذیل مسائل ذکر کیے ہیں۔

1۔امام بخاریؒ نے "مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ "کا اشارہ جس حدیث کی طرف کیا وہ ابوداؤد میں آتی ہے،اور وہ یہ ہے «عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ»[5]

لیکن اس کے ساتھ وہب ابن منبہ کا مقولہ بھی ذکر کیا کہ " لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"جنت کی کنجی ضرور ہے،اور ہر کنجی میں دندانے ہوتے ہیں ۔اس کے بغیر دروازہ نہیں کھلتااور جنت کی کنجی کے دندان نیک اعمال ہیں تونیک اعمال کے بغیر جنت میں داخلہ نہیں ہوتا۔

2۔حدیث نمبر ۱۲۳۸ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے شرک کیا وہ جنت میں نہیں جائے گا،حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پوچھا کہ جو آدمی شرک نہیں کرتا،آپ ﷺ نے فرمایا وہ جنت میں جائے گا،یعنی گناہوں کی سزا بھگت کر جائے گا۔

تو مفہوم مخالف کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو اس پر دلالت ہیں، کہ جو شرک نہیں کرتا وہ جنت میں جائے گا۔[6]

نعمتہ الباری:

صاحب نعمتہ الباری نے اس باب میں مذکور تمام احادیث کا ترجمہ کیا ہے، ان کی تخریج کی ہے، رجال کا تعارف بھی کرایا ہے، عنوان کے متعلق احادیث بھی ذکر کیں، تعلیق کی اصل حدیث بھی ذکر کی ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کیے ہے۔

1۔حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس کا آخری کلام "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" ہو وہ جنت میں جائے گا۔

2۔اہل سنت کے نزدیک گناہ کبیرہ کے مرتکب مسلمان کی بخشش ہے،اور اس بات کی دلیل حدیث نمبر ۱۲۳۷ ہے۔[7]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں ذکر کیا کہ " مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِه" والی حدیث سنن ابوداؤد میں ہے اور پھر وہب کا مقولہ بھی ذکر کیا کہ جنت کی کنجی کے دندان اعمال صالح ہیں، پھر فرمایا کہ جو شخص شرک نہیں کرتا وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں ضرور جائے گا۔

جبکہ صاحب نعمتہ الباری نے اس باب میں عنوان سے متعلق احادیث ذکر کیں اور تعلیق کی اصل حدیث بھی ذکر کی،آخر میں فرمایا کہ اہل سنت کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب مسلمان اپنی سزا بھگت کر جنت میں جائے گا۔

بہرحال نعمتہ الباری نے عمدہ بحث کی ہے۔

بَابُ الأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ بَابُ الأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ

«عَنِ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ،وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ،وَعِيَادَةِ المَرِيضِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي،وَنَصْرِالمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِالقَسَمِ،وَرَدِّ السَّلاَمِ،وَتَشْمِيتِ العَاطِسِ، وَنَهَانَا عَنْ آنِيَةِ الفِضَّةِ،وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَالحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالقَسِّيِّ،وَالإِسْتَبْرَقِ»[8]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور احادیث کا صرف ترجمہ کیا ہے، حاشیہ میں حدیث نمبر ۱۲۳۹ کی تخریج کی ہے۔[9]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور احادیث کا ترجمہ کیا ہے، حدیث نمبر ۱۲۳۹ کی تخریج کی ہے، رجال کا تعارف کرایا ہے اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

1۔جنازہ کا فقہی حکم بیان کیا کہ جمہور کے ہاں فرض کفایہ ہے، رشتہ داروں اور پڑوسیوں پر جنازہ اٹھانا اور اسے کندھا دینا واجب ہے ۔

2۔جنازہ کی اتباع کی تین اقسام ہیں،۱۔ صرف جنازہ پڑھے تو ایک قیراط کا ثواب یعنی احد پہاڑ کے برابر ثواب ملے گا، ۲۔ دفن تک ساتھ رہے تو دو قیراط کا ثواب ملے گا، ۳۔ کسی کی موت کے وقت کلمہ پڑھنا تاکہ اس کو بھی کلمہ یاد آجائے۔

3۔جنازہ میں آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے۔اس میں فقہاء کا اختلاف ہے،امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پیچھے چلنا افضل ہے، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ہاں آگے چلنا افضل ہے۔

4۔احناف کی دلیل: حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے سات بار آپ ﷺ سے سنا کہ جنازے کے پیچھے چلنے والے کی فضیلت جنازے سے آگے چلنے والے پر ایسے ہے جیسے فرائض کی فضیلت نوافل پر۔

شافعیہ اور حنابلہ کی دلیل: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ کو دیکھا وہ جنازے سے آگے چلتے تھے۔

تو اس کا جواب احناف کی طرف سے وہ ہے جو حضرت علیؓ نے حضرت ابو سعید خدریؓ کے یہ دلیل دینے پر دیا، کہ وہ مقتداء تھے اگر پیچھے چلتے تو لوگوں کو تکلیف ہوتی، لوگ جمع ہو جاتے ورنہ ان کو بھی پتا تھا کہ پیچھے چلنے والے کی فضیلت زیادہ ہے۔

5۔ابن بطالؒ کے ہاں ولیمہ کی دعوت قبول کرنے کو جمہور فرض قرار دیتے ہیں تو جو روزہ دار نہ ہو اس پر دعوت ولیمہ کھانا واجب ہے،اس کے علاوہ دعوت کو قبول کرنا مستحب ہے، جبکہ علامہ عینیؒ دعوت ولیمہ کے قبول کرنے کو مستحب اور افضل قرار دیتے ہیں۔

6۔ مظلوم کی مدد کرنا اپنی طاقت کے مطابق فرض ہے۔

7۔ قسم کو پورا کرنا مستحب ہے اگر اس میں کوئی شرعاً قباحت نہ ہو۔

8۔احناف کے ہاں سلام کا جواب دینا فرض عین ہے، مالکیہ اور شوافع کے ہاں فرض کفایہ ہے۔

9۔جس کو چھینک آئے اسے دعا دینا سنت ہے، اگر وہ الحمد للہ کہے تو اس کا جواب یرحمک اللہ کہنا سنت ہے۔

10۔ چاندی اور سونے کے برتن میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ان میں کھانا پینا حرام ہے۔

11۔ سونے کی انگوٹھی مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے لیے جائز ہے۔

12۔ خالص ریشم مردوں کے لئے حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہے ،البتہ دوا اور جنگ کے طور پر مردوں کے لیے بھی جائز ہے۔[10]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے اور کوئی مسئلہ بیان نہیں کیا، جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں جنازہ کا حکم اور جنازہ کی اتباع کی تین اقسام بیان کی، پھر جنازہ کے آگے یا پیچھے چلنے کی فضیلت میں فقہاء کا اختلاف دلائل کے ساتھ بیان کیا۔اور پھر آخر میں ان چودہ چیزوں کا حکم بیان کیا جن میں سے سات کے کرنے کا حکم ہے اور سات سے بچنے کا حکم ہے بہر حال صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں تفصیلی اور عمدہ بحث کی ہے۔

بابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ

«حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ،قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ،قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ،فَدَخَلَ المَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ:بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ،لاَ يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا المَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا»[11]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث نمبر ۱۲۴۲،۱۲۴۱ کی حاشیہ میں تخریج کی ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کیے ہیں۔

1۔ام علاء انصاری خاتون ہیں،اس نے حضرت خارجہ بن زیدؓ کو خبر دی جب مہاجرین مدینہ آئے،تو انصار مدینہ نے کہا یہ ہمارے مہمان ہیں ہم انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرائیں گے تو کون سا مہاجر کس انصاری کے گھر میں ٹھہرے گا اس کے لیے قرعہ اندازی کی گئی۔

2۔طار یطیر کا معنی اڑنا مگر قرعہ میں کسی کا نام آجائے تو اس کے لیے طار کہتے ہیں۔

3۔ حضرت ام العلاء کہتی ہیں حضرت عثمان بن مظعونؓ ہمارے حصہ میں آئے، پھر درد کی وجہ سے ان کا انتقال ہوا پھر جب انہیں غسل دے دیا گیا اور کفن پہنایا گیا تو آپ ﷺ تشریف لائے۔

اور یہی باب کا عنوان ہے کہ کسی میت کے غسل دے دینے اور کفن پہنانے کے بعد اس کے گھر آنا۔

4۔ابو السائب حضرت عثمان بن مظعونؓ کی کنیت ہے۔

5۔ حضور ﷺ کے سامنے ام العلاء نے کہا کہ اگر اللہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کا اکرام نہیں کرے گا تو کس کا کرے گا۔

6۔آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ان کے بارے امید ہے کہ اللہ ان کے ساتھ اچھائی والا معاملہ کریگا۔لیکن « وَاللَّهِ مَا أَدْرِي، وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ، مَا يُفْعَلُ بِي »[12]

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ مجھے پتا چلا ہے اللہ کے بتانے سے چلا ہے ورنہ میں اپنی ذات کے بارے میں بھی نہیں جانتا تھا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا یا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو جنت میں اتنے درجات ملیں گے مگر درجات کی تفصیل نہیں بتائی گئی، تو کسی اور کے بارے یقین سے نہیں کہنا چاہیے کہ جنتی ہے یا دوزخی ہاں امید کی جاسکتی ہے کہ اس کے ساتھ اچھا معاملہ ہوگا، باقی اللہ خوب جانتا ہے۔

7۔ جو اللہ تعالیٰ نے بتایا اس کو تو یقین سے کہہ سکتے ہیں مگر کسی کے اعمال کو دیکھ کر یقین سے کہنا یہ جائز نہیں۔

8۔ حضور ﷺ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کے والد کے لیے بشارت دی کہ ان پر فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیا ہے۔

9۔ بے اختیار رونا چاہے آواز کے ساتھ ہو یا نہ ہو جائز ہے، نوحہ کرنا، قصد سے رونا ناجائز ہے۔[13]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور تمام احادیث کا ترجمہ کیا ہے اور تخریج کی ہے، حدیث نمبر ۱۲۴۳، ۱۲۴۲، ۱۲۴۱ کے رجال کا تعارف کرایا ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کیے ہیں۔

ابن بطالؒ فرماتے ہیں:

1۔ اس حدیث سے میت کے چہرے کا کفن کھولنا، چہرہ دیکھنا جائز ہے اور بوسا دینا بھی جائز ہے۔

2۔ میت پر رونا اگر بلند آواز کے ساتھ نہ ہو تو جائز ہے۔

3۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا یہ فرمانا کہ اللہ آپ ﷺ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا۔

شاید حضرت عمرؓ کے کہنے پر کہ آپ ﷺ ابھی اٹھیں گے اور لوگوں کے ہاتھوں اور پیروں کو کاٹیں گے، تو اس پر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں آپ ﷺ پر دو موتیں طاری نہیں کرے گا کہ اس وفات کے بعد آپ کو زندہ کرے اور پھر وفات دے۔

"فيه جواز كشف الثوب عن الميت إذا لم يبدُ منه أذى،وفيه جواز تقبيل الميت عند وداعه،وفيه جواز البكاء على الميت من غير نوح"[14]

4۔ ابن حجرؒ کے ہاں حضرت ابو بکرؓ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ آپ ﷺ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا، جیسے ان لوگوں پر آئی جن کا قرآن پاک میں ذکر ہے ﴿**أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ**﴾[15]

"فَقِيلَ هُوَ عَلَى حَقِيقَتِهِ وَأَشَارَ بِذَلِكَ إِلَى الرَّدِّ عَلَى مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ سَيَحْيَا فَيَقْطَعُ أَيْدِي رِجَالٍ لِأَنَّهُ لَوْ صَحَّ ذَلِكَ لَلَزِمَ أَنْ يَمُوتَ مَوْتَةً أُخْرَى فَأَخْبَرَ أَنَّهُ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْ أَنْ يَجْمَعَ عَلَيْهِ مَوْتَتَيْنِ كَمَا جَمَعَهُمَا عَلَى غَيْرِهِ كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ وَكَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ"[16]

یہ کسی گزشتہ امت کا واقعہ ہے جو جہاد کے ڈر سے بھاگ گئی تھی ،اللہ نے انہیں مار دیا پھر نبی کی دعا سے دوبارہ زندہ ہوئے، پھر ان پر طبعی موت آئی۔

5۔ حضرت ابو بکرؓ کے اس خطبہ سے جو آپؓ نے نبی ﷺ کی وفات پر دیا،اور فرمایا"أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ"[17] سے علماء امت نے کیا مراد لیا ہے بعض لوگوں نے اسی جملہ کو لیکر یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ ﷺ اب زندہ نہیں ہیں۔

ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں انبیاء کو اپنی قبروں میں موت نہیں آتی وہ زندہ ہوتے ہیں، باقی مخلوق پر قبر میں موت آتی ہے اور وہ قیامت کے دن زندہ کیے جائیں گے۔

امام بیہقی نے ایک رسالہ لکھا جس میں ثابت کیا کہ انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ انبیاءؑ کی حیات متفق علیہ ہے۔

6۔ نبی ﷺ کی قبر مبارک میں حیاۃ کے متعلق فقہاء کا نظریہ۔

علامہ سید احمد الطحطاوی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص آپ ﷺ پر قریب سے درود پڑھتا ہے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں، دور سے پڑھے تو فرشتے آپ ﷺ کے پاس پہنچاتے ہیں۔

امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: انبیاءؑ اپنی قبروں میں حقیقی حیاۃ کے ساتھ زندہ ہیں۔

7۔ نبی ﷺ کی قبر میں حیات سے متعلق علماء دیوبند کی تصریحات: بانی دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ لکھتے ہیں کہ وقت وفات حیات نبوی ﷺ زائل نہیں ہوئی بلکہ مستور ہو گئی، یہ ایسے ہے جیسے چاند گرہن کے وقت نور مستور ہو جاتا ہے زائل نہیں ہوتا۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں کہ میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے روضہ اطہر میں جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

8۔ علماء اہل حدیث کی حیاۃ نبی ﷺ سے متعلق تصریحات: قاضی محمد بن علی الشوکانی لکھتے ہیں

نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، آپ ﷺ کی روح آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوئی۔

نواب صدیق حسنؒ لکھتے ہیں: نبی ﷺ اپنے وصال کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

9۔ قرآن مجید سے وفات کے بعد آپ ﷺ کی زندگی کا استدلال۔

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾[18]

اور گواہی دینا بغیر زندگی کے متصور نہیں ہو سکتا تو ثابت ہوا آپ ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

10۔ آپ ﷺ کی حیاۃ کی احادیث سے تصریح:

ا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھ رہے ہیں۔

۲۔ حضرت اوس بن اوس ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاءؑ کے اجسام کھانے کو حرام کر دیا ہے۔

11۔« عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ، إِلَّا رَدَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ»[19]

۱۔ روح کو لوٹانے سے مراد آپ کی روح کو سلام کے جواب کی طرف متوجہ کرنا ہے، کیونکہ نبی ﷺ احوال برزخ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنے رب کے مشاہدہ میں مستغرق ہوتے ہیں۔

۲۔ اور روح سے مراد آپ ﷺ عالم ملکوت کے مشاہدہ میں مشغول ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو سلام کے جواب کی طرف فارغ کر دیتا ہے۔

۳۔ روح سے مراد خوشی ہے کہ جب کوئی آپ ﷺ کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی فرحت اور راحت کو تازہ کر دیتا ہے۔

۴۔ روح کو لٹانے سے مراد اللہ اپنی رحمت اور انعامات کو لوٹاتا رہتا ہے۔

12۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی حیات کے مظاہر:

شیخ سراج الدین نے طبقات الاولیاء میں لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ میں نے ظہر سے پہلے آپ ﷺ کی زیارت کی، شیخ سراج الدین کہتے ہیں کہ خلیفہ بن موسیٰ نیند اور بیداری میں بکثرت آپ ﷺ کی زیارت کرتے تھے۔

13۔ حدیث مذکور یعنی ((وَاللَّهِ مَا أَدْرِي، وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ، مَا يُفْعَلُ بِي))[20] اور سورۃ احقاف کی آیت:

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ﴾[21]

کا یہ حکم تمام مستند علماء اور مفسرین کے ہاں منسوخ ہے۔

تو جن احوال کی آپ ﷺ نے خبر دی ہے وہ وحی کے ذریعہ سے آپ ﷺ کو معلوم ہوئے۔ تو بغیر وحی کے آپ ﷺ کو اپنے اخروی احوال کا بھی علم نہیں تو حدیث کا یہ مطلب ہے۔

یا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آپ کا کہنا " وَاللّٰہِ مَا اَدْرِی وَاَنَا رَسُولُ اللّٰہِ، مَا یُفْعَلُ بِی " اس آیت ﴿لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾[22] کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

14۔ مولانا احمد رضاؒ خان نے بھی الاحقاف کی آیت: ۹ کو الفتح کی آیت: ۲ سے منسوخ قرار دیا ہے۔

15۔ حضرت جابرؓ کے والد پر فرشتوں کا پروں سے سایہ کرنا ان کی تکریم تھی۔[23]

محاکمہ: صاحب انعام الباری نے اس باب میں حضرت عثمان بن مظعونؓ کی کنیت بتائی۔ اور " وَاللَّهِ مَا أَدْرِي، وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ، مَا يُفْعَلُ بِي " کے معانی بیان کیے، کہ اس کا معنی یہ ہے کہ مجھے جو کچھ پتا چلا ہے اللہ کے بتانے سے چلا ہے ورنہ میں اپنی ذات کے بارے

میں کچھ نہیں جانتا تھا، یا اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے میرے درجات تو بتائے مگر تفصیل نہیں بتائی پھر فرمایا کہ یقین کے ساتھ کسی کو جنتی یا دوزخی نہیں کہنا چاہیے لیکن اچھی امید کی جاسکتی ہے۔

اس کے بعد حضرت جابرؓ کے والد کی بشارت کا ذکر کیا اور پھر آخر میں فرمایا کہ بے اختیار آواز سے رونا جائز ہے۔

جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں میت کے چہرے کو کفن کھول کر دیکھنا اور بوسہ دینے کا جواز بیان کیا، پھر حضرت ابو بکرؓ کے اس جملہ کی توجیہ بیان کی کہ اللہ آپ ﷺ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا پھر نبی ﷺ کی قبر مبارک میں حیات سے متعلق مختلف مکاتب فکر کے علماء کی تصریحات اور قرآن وحدیث کی روشنی میں حیاۃ النبی ﷺ کے دلائل ذکر کیے۔

پھر« إِلَّا رَدَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيَّ رُوحِي »[24] حدیث پر اشکالات کے جوابات نقل کیے۔

پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد حیات کے مظاہر مختلف بزرگوں کے حوالہ سے بیان کیے، اعلیٰ حضرت احمد رضا کے حوالہ سے اور دوسرے علماء کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ سورۃ احقاف کی آیت: 9 اور حدیث مذکور "مَا يُفْعَلُ بِي" سورۃ فتح کی آیت: 2 سے منسوخ ہے۔

بہر حال صاحب نعمۃ الباری نے بہت طویل بحث کی ہے، جبکہ صاحب انعام الباری نے اختصار اور جامعیت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ بِنَفْسِهِ

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي اليَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ خَرَجَ إِلَى المُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا»[25]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث نمبر ۱۲۴۶ کا ترجمہ کیا، حدیث نمبر ۱۲۴۶، ۱۲۴۵ کی حاشیہ میں تخریج کی ہے، اور درج ذیل مسائل ذکر کیے ہیں۔

1۔ ترجمۃ الباب میں " إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ" کا ذکر کیا کہ میت کے گھر والوں کو اس کی موت کی خبر دینا اور جبکہ جو حدیث ذکر کی اس میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو نجاشی حبشہ کے بادشاہ کی موت کی خبر دی تو چونکہ حبشہ میں وہ اکیلا مسلمان تھا اور کوئی نہیں تھا تو تمام مسلمان اس کے اہل بیت ہوئے۔

2۔ بعض لوگوں نے موت کی خبر دینے کو ناجائز کہا اور اس حدیث " نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّعْيِ"[26] سے استدلال کیا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی طرح خبر دینے سے منع کیا چونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ گریبان پھاڑ کر چیخ چلا کر موت کی خبر دیتے، لیکن خبر دینے سے منع نہیں کیا۔

3۔ '' مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ ''[27] کا معنی بغیر سرداری کے۔[28]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور احادیث کا ترجمہ کیا ہے اور تخریج کی ہے۔

اور درج ذیل مسائل ذکر کیے ہیں۔

1۔ابن بطالؒ نے غائبانہ نماز جنازہ کی تحقیق بیان کی کہ آپ ﷺ نے نجاشی کے علاوہ مہاجرین وانصار صحابہ کرامؓ جو مختلف شہروں میں فوت ہوئے ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

"والدليل على ذلك أنه لم يصل (صلى الله عليه وسلم) على أحد من المسلمين ومتقدمى المهاجرين والأنصار الذين ماتوا فى أقطار البلدان، وعلى هذا جرى عمل المسلمين بعد النبى (صلى الله عليه وسلم) ، ولم يصل على أحدٍ مات غائبًا لأن الصلاة على الجنائز من فروض الكفاية يقوم بها من صلى على الميت فى البلد التى يموت فيها، ولم يحضر النجاشى مسلمٌ يصلى على جنازته، فذلك خصوص للنجاشى، بدليل إطباق الأمة على ترك العمل بهذا الحديث وقال بعض العلماء: إن روح النجاشى أحضر بين يدى النبى، (صلى الله عليه وسلم) ، فصلى عليه، ورفعت له جنازته كما كشف له عن بيت المقدس حين سألته قريش عن صفته، وعلم يوم موته ونعاه لأصحابه، وخرج فأمهم فى الصلاة عليه قبل أن يُوارَى، وهذه أدلة الخصوص، يدل على ذلك أيضًا إطباق الأمة على ترك العمل بهذا الحديث"[29]

دراصل بیت المقدس کی طرح نجاشی کی میت کو بھی پردے ہٹا کر سامنے کر دیا گیا۔تو یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی اس وجہ سے امت میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔

2۔میں کہتا ہوں تین اور مسلمانوں کی بھی آپ ﷺ نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور وہ بھی آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔

حضرت معاویہ بن معاویہ اللیثیؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی بھی غائبانہ جنازہ پڑھی اور اس میں بھی آپ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ ان کی اجساد کو پردے ہٹا کر آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا۔

3۔ابن قدامہ حنبلیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ میں فقہاء کا اختلاف ہے،امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے ہاں نا جائز جبکہ امام شافعیؒ کے ہاں جائز ہے، مگر امام کا منہ قبلہ رخ ہو چاہے میت جس شہر میں بھی ہو۔

امام شافعیؒ کی دلیل نجاشی کا جنازہ ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی اور آپ ﷺ کے لیے پردے ہٹا کر میت کو آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا،اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ خود بھی بتاتے، معلوم ہوا ایسا نہیں۔

4۔میں کہتا ہوں آپ ﷺ مسلمانوں کا جنازہ پڑھنے میں بہت حریص تھے۔

بیر معونہ میں ستر قاریوں کو شہید کیا گیا آپ ﷺ ان کے قاتلوں کے خلاف دعا ضرور پڑھتے رہے مگر غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی ،اگر عمومی طور پر جائز ہوتی تو ضرور پڑھتے، نجاشی کے غائبانہ جنازہ کے علاوہ کی روایات ضعیف ہیں صرف اسی کی روایت صحیح ہے، تو معلوم ہوا یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی اور بعد کے مسلمانوں نے بھی غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا۔

5۔غزوہ موتہ شام کے علاقہ البلقاء میں ہوا آپ ﷺ نے ۸ھ تین ہزار کا لشکر کفار کے مقابلہ کے لیے بھیجا،اور اس لشکر کا امیر حضرت زید بن حارثہؓ کو بنایا،فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفرؓ امیر ہونگے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن

رواحہؓ امیر ہوں گے، تو تینوں شہید ہو گئے تو پھر جھنڈا حضرت خالد بن ولیدؓ نے از خود لے لیا اور فتح ہوئی اور اس غزوہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ سے نو تلواریں ٹوٹیں۔

6۔ حضرت زید بن حارثہؓ آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے اور آزاد کردہ غلام تھے، صحابہ کرامؓ میں سے صرف ان کا نام قرآن پاک میں مذکور ہے۔ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد اللہ نے ان کو دو پر دیے اس لیے طیار کہلائے، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ خزرجی مدنی ہیں مکہ کی گھاٹی میں اسلام لائے۔

7۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں شہداء موتہ کی خبر دی اور یہ غیب کی خبر تھی، اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بھی نکلے۔ معلوم ہوا میت پر رونا جائز ہے، اور جب کوئی امیر نہ رہے تو جس میں اہلیت ہو خود امیر بننا بھی جائز ہے جیسے حضرت خالد بن ولیدؓ امیر بنے۔[30]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں حدیث کی عنوان کے ساتھ مطابقت ذکر کی ہے کہ عنوان میں تو "إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ" کے الفاظ ہیں جبکہ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو نجاشی کی وفات کی خبر دی تھی تو جواب دیا اس کا حبشہ میں کوئی نہیں تھا اور وہ اکیلا مسلمان تھا اس لیے تمام مسلمان اس کے اہل بیت ہوئے۔

پھر یہ بیان کیا کہ کسی کی موت کی خبر دینا جائز ہے جب چیخ و پکار کیساتھ نہ ہو۔

جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں غائبانہ نماز جنازہ کی تحقیق بیان کی کہ نجاشی کے علاوہ تین اور غائبانہ جنازے پڑھے گئے مگر ان کی روایات ضعیف ہیں۔ حضرت اصحمہ نجاشی والی روایت صحیح ہے۔ مگر یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی، پردے ہٹا دیے گئے، میت کو سامنے کر دیا گیا، یہی وجہ ہے آپ ﷺ نے اسکے بعد اور صحابہؓ نے بھی غائبانہ جناز نہیں پڑھا اور امت میں کوئی بھی اسکے جواز کا قائل نہیں۔

پھر غائبانہ نماز جنازہ میں اختلاف مع الدلائل ذکر کیا، اور پھر غزوہ موتہ کی تاریخ اور شہداء موتہ کا تعارف ذکر کیا، اور آخر میں میت پر رونے کا جواز اور پھر از خود امارت کا جواز بھی بیان کیا۔ تو بہر حال صاحب نعمہ الباری نے تفصیلی اور عمدہ بحث کی ہے۔

بَابُ الإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ

«عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:مَاتَ إِنْسَانٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَمَاتَ بِاللَّيْلِ، فَدَفَنُوهُ لَيْلًا، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرُوهُ،فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعْلِمُونِي؟» قَالُوا: كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا، وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ»[31]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں یہ مسئلہ بیان کیا کہ نماز جنازہ کا اعلان کرنا کہ فلاں وقت ہوگا یہ جائز ہے، چونکہ آپ ﷺ کو جب اس عورت کی تدفین کے بعد موت کا علم ہوا جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا تم نے مجھے کیو

ں نہیں بتایا، یا تمہیں کس چیز نے مجھے بتانے سے روکا تو پھر آپ ﷺ نے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی تو معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کا اعلان کرنا جائز ہے۔[32]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا اور تعلیق کی اصل حدیث ذکر کی۔

کہ ایک سیاہ فام آدمی فوت ہو گیا جو مسجد میں صفائی کرتا تھا آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ تو فوت ہو گیا ہے تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی پھر اس کی قبر پر جا کر آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی۔[33]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں عورت کے واقعہ کا ذکر کیا جو مسجد میں جھاڑو دیتی تھی اور فوت ہو گئی اسکے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ تو اس سے موت کے اعلان کا جواز نکالا ہے۔

جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں صرف تعلیق کی اصل حدیث ذکر کی اور سیاہ فام آدمی کا واقعہ ذکر کیا اور کوئی مسئلہ ذکر نہیں کیا۔

تو صاحب انعام الباری نے عورت کا واقعہ بتایا اور صاحب نعمۃ الباری نے وہی واقعہ مرد کا بنایا۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ:{وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ}[البقرة: 155]

«عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ، يُتَوَفَّى لَهُ ثَلاَثٌ لَمْ يَبْلُغُوا الحِنْثَ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ»[34]

انعام الباری: صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور احادیث کا ترجمہ کیا ہے اور حدیث نمبر ۱۲۵۱ کی حاشیہ میں تخریج کی ہے۔[35]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور احادیث کا ترجمہ کیا ہے اور حدیث نمبر ۱۲۴۸، ۱۲۵۱ کی تخریج کی ہے اور حدیث نمبر ۱۲۴۸ کے رجال کا تعارف کرایا ہے۔ اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

1۔ حدیث کی عنوان سے مطابقت نہیں چونکہ عنوان میں ثواب کا ذکر ہے۔ حدیث میں نہیں ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے اگرچہ صراحۃً نہیں لیکن ضمناً ہے چونکہ بیٹے کی وفات پر ثواب کی نیت سے صبر کریگا تو جنت پائے گا۔ 2۔ الحنث کا معنی جو بلوغت کی عمر کو نہ پہنچا ہو۔ نابالغ بچوں کی وفات پر صبر کرنے والے کو جنت کی خوشخبری اس وجہ سے ہے کہ چھوٹے بچوں سے والدین کو محبت زیادہ ہوتی ہے۔

3۔ یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں ہوں گے کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ جن کی وجہ سے والدین جنت میں جا رہے ہیں وہ جنت میں نہ ہوں۔

4 ۔﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾[36] ترجمہ: اور تم میں سے ہر شخص دوزخ میں داخل ہوگا۔ کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ذکر کیا۔
بعض کے ہاں صرف کفار دوزخ میں داخل ہونگے اور یہ آیت کافروں کے بارے میں ہے۔ بعض کے ہاں کافر اور مومن دونوں دوزخ میں جائیں گے۔ مگر مومن کے لیے وہ آگ ٹھنڈی ہو جائیگی۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کے لیے ہوئی تھی۔
بعض کے ہاں اس سے پل صراط پر سے گزرنا مراد ہے۔
بعض کے ہاں اس سے مراد دنیا میں مسلمانوں پر جو بخار آتا ہے یا مصائب آتے ہیں وہ مراد ہیں اور وہ دوزخ کا بدل ہیں۔[37]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔اور کوئی مسئلہ ذکر نہیں کیا۔
جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں حدیث کی عنوان سے مطابقت اور نابالغ بچوں کی وفات پر والدین کے جنت میں دخول کی وجہ ذکر کی اور آخر میں آیت کی تفسیر میں علماء کے متعدد اقوال ذکر کیے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ القَبْرِ: اصْبِرِي

«عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي»[38]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور حاشیہ میں تخریج کی ہے۔[39]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ اور تخریج کی ہے۔اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔
زیارت قبور مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے جائز ہے۔ مگر عورتوں کے لیے پردے کی پابندی بھی ضروری ہے۔اور قبر پر آواز سے رونا بھی منع ہے صبر کرنے کا حکم ہے۔[40]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے اور کوئی مسئلہ ذکر نہیں کیا۔ جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں یہ مسئلہ بیان کیا کہ مردوں اور عورتوں کے لیے قبر کی زیارت جائز ہے مگر عورت پردہ کا اہتمام کرے۔اور آواز سے روئے بھی نہ۔

بَابُ غُسْلِ المَيِّتِ وَوُضُوئِهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ

«عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ:اغْسِلْنَهَا ثَلاَثًا أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ

كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ، فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ تَعْنِي إِزَارَهُ»[41]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور درج ذیل مسائل ذکر کیے ہیں۔

1۔ میت کے غسل کی وجہ اسکی ذات کا نجس ہونا نہیں ہے بلکہ اس کے اکرام کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔

2۔ تمام تعلیقات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ میت نجس نہیں ہوتی۔ اگر نجس ہوتی تو حضرت ابن عمرؓ میت کے غسل دینے کے بعد پہلے والے وضوء کے ساتھ نماز نہ پڑھتے۔

3۔ "المُؤْمِنُ لاَ يَنْجُسُ"[42] مومن نجس نہیں ہوتا کا مطلب اس کے اندر حقیقۃً نجاست نہیں ہوتی البتہ حکماً آسکتی ہے۔ جیسے احتلام کی صورت میں یا موت کی صورت میں نجاست آسکتی ہے تو یہ نجاست حکمیہ ہے حقیقیہ نہیں۔[43]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور تخریج کی ہے اور رجال کا بھی تعارف کرایا ہے۔اور تعلیقات کی اصل احادیث بھی ذکر کیں ہیں۔اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

1۔ میت کو غسل دینے سے وضوء واجب ہوتا ہے یا نہیں۔

بعض صحابہؓ کے ہاں میت کو غسل دینے والے پر غسل واجب ہے اور بعض کے ہاں صرف وضوء واجب ہے۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کے ہاں غسل دینے والے پر غسل مستحب ہے اور وضوء بھی واجب نہیں۔

عبداللہ بن مبارکؒ کے ہاں نہ وضوء واجب اور نہ غسل۔

علامہ عینیؒ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی تعلیقات اس بات پر دال ہیں کہ اس پر وضو کرنا واجب نہیں۔

"يدل على أَن الْغَاسِلِ لَيْسَ عَلَيْهِ وضوء"[44]

2۔ حدیث نمبر ۱۲۵۳ میں آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا تذکرہ ہے۔ آپ ﷺ کی بڑی صاحبزادی تھی ان کا نکاح حضرت ابو العاص بن ربیعؓ سے ہوا، حضرت علیؓ اور حضرت امامہؓ ان سے پیدا ہوئے۔ حضرت زینبؓ کا انتقال ۸ ہجری میں ہوا۔

3۔ حضور ﷺ نے اپنا تہبند ان کی وفات پر ان کی ازار بنانے کے لیے دیا تاکہ وہ تبرک حاصل کریں۔ تو معلوم ہوا بزرگوں سے تبرک کا حصول جائز ہے۔

4۔ میت کو بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دینا، کفن میں کافور یا کسی قسم کی خوشبو لگانا چاہیے اور طاق مرتبہ غسل دینا چاہیے۔[45]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں میت کے غسل کی وجہ ذکر کی۔اور فرمایا کہ میت کو غسل دینے والے پر وضوء نہیں" الْمُؤْمِنُ لاَ يَنْجُسُ" کی وضاحت کی کہ مومن کی میت میں حقیقۃً نجاست نہیں ہوتی۔ہاں اگر اس کی موت کے وقت کوئی نجاست نکل آئے تو وہ حکماً نجاست ہوتی ہے۔

جبکہ صاحب نعمتہ الباری نے اس باب میں تعلیقات کی اصل احادیث ذکر کیں۔اور میت کو غسل دینے والے پر غسل یا وضوء واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ذکر کیا۔اور حضرت زینبؓ بنت رسول ﷺ کا تعارف ذکر کیا۔اور فرمایا کہ بزرگوں سے تبرک کا حصول جائز ہے۔اور آخر میں فرمایا کہ میت کو غسل بیری کے پتوں والے پانی سے دینا چاہیے اور کفن کو خوشبو لگانا چاہیے اور طاق مرتبہ میت کو غسل دینا چاہیے۔بہر حال صاحب نعمتہ الباری نے تفصیلی اور عمدہ بحث کی ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا

«عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ،فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلاَثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ،وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ، فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ» فَقَالَ أَيُّوبُ،وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ،وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ:اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَكَانَ فِيهِ:ثَلاَثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًاوَكَانَ فِيهِ أَنَّهُ قَالَ: ابْدَءُوا بِمَيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيهِ: أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ:وَمَشَطْنَاهَا ثَلاَثَةَ قُرُونٍ»[46]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں درج ذیل مسائل ذکر کیے ہیں۔

1۔حقوہ اصل میں چادر باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں لیکن مجازاً اس کا اطلاق ازار پر بھی ہوتا ہے۔

2۔آپ ﷺ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو تو اپنا تہبند حضرت زینبؓ کی ازار کے لیے دیا کہ اس کو کفن کا حصہ بنا دیا جائے۔تو مقصد یہ تھا کہ وہ تبرک حاصل کر لیں۔تو معلوم ہوا کہ کپڑے کے ساتھ تبرک جائز ہے۔

3۔علامہ عینیؒ کے ہاں یہ حدیث بزرگوں سے تبرک کے حصول کے جواز میں بنیاد ہے۔

4۔میت عورت ہو تو اسکے بالوں کی کنگھی کرنے اور چوٹیاں بنا کر سینے پر یا پیچھے ڈالنے میں اختلاف ہے۔امام شافعیؒ،امام احمدؒ کے ہاں کنگھی کرنے کے بعد تین چوٹیاں بنا کر پیچھے ڈالی جائینگی۔

ان کی دلیل حدیث مذکور ہے کہ حضرت ام عطیہؓ نے حضرت زینبؓ بنت رسول ﷺ کی تین چوٹیاں بنا کر پیچھے کمر پر ڈالی تھیں

امام ابو حنیفہؒ کے ہاں کنگھی کرنا چونکہ سنگھار میں آتا ہے اس لیے یہ میت کے لیے ناجائز ہے۔

اور دو چوٹیاں بنا کر سینے پر ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف ڈال دی جائیں گی۔

احناف کی دلیل حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے۔ جس میں ہے کہ میت کا سنگھارنہ کیا جائے۔ شوافع کی دلیل کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ یہ ام عطیہؓ کا اپنا عمل ہے حدیث سے ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سارا کام آپ ﷺ کی موجودگی میں ہوا۔

تو للذا دونوں طریقے جائز ہیں۔اور ثابت ہیں۔ہاں البتہ کنگھی ثابت ہے۔ لیکن اس کا اہتمام نہیں کرنا چاہیے۔ باقی جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔[47]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا صرف ترجمہ کیا ہے۔[48]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں بزرگوں سے تبرک کے حصول کا جواز اور کپڑے کے ذریعے تبرک کے جواز کو ذکر کیا۔اور پھر میت اگر عورت ہو تو اس کو کنگھا کرنے اور چوٹیوں کی تعداد اور انکو آگے یا پیچھے ڈالنے میں اختلاف ائمہ ذکر کیا۔اور پھر آخر میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔ کہ میرے نزدیک دونوں طریقے جائز اور ثابت بالسنۃ ہیں۔

جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ تو بہر حال صاحب انعام الباری نے تفصیلہ اور عمدہ بحث کی ہے۔

بَابُ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ المَيِّتِ

«عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ: ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنْهَا»[49]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا صرف ترجمہ کیا ہے۔[50]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا صرف ترجمہ کیا ہے۔[51]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری اور صاحب نعمۃ الباری دونوں نے حدیث کے ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔اور کوئی مسئلہ ذکر نہیں کیا۔

بَابُ مَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنَ المَيِّتِ

«عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا غَسَّلْنَا بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ لَنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا:ابْدَءُوا بِمَيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنْهَا»[52]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا صرف ترجمہ کیا ہے۔[53]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا صرف ترجمہ کیا ہے۔[54]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری اور صاحب نعمۃ الباری دونوں نے اس باب میں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔

بَابُ هَلْ تُكَفَّنُ المَرْأَةُ فِي إِزَارِ الرَّجُلِ

«عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَنَا: اغْسِلْنَهَا ثَلاَثًا، أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ،إِنْ رَأَيْتُنَّ،فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَنَزَعَ مِنْ حِقْوِهِ إِزَارَهُ،وَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ»[55]

انعام الباری:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔[56]

نعمۃ الباری:

صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور درج ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

1۔ عورت کو مرد کے کپڑے سے کفن دینا جائز ہے اس حدیث کی بنا پر۔

2۔ہمارے اصحاب کے ہاں عورت کے کفن کے لیے پانچ کپڑے ہیں۔

(۱) قمیص (۲) تہبند (۳) دوپٹہ (۴) لفافہ (۵) وہ کپڑا جس سے پستانوں کو باندھا جاتا ہے۔[57]

محاکمہ:

صاحب انعام الباری نے اس باب میں صرف مذکور حدیث کا ترجمہ کیا ہے

جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے اس باب میں دو مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

عورت کو مرد کے کپڑے سے کفن دینا جائز ہے۔احناف کے ہاں عورت کو پانچ کپڑوں سے کفن دیا جائیگا۔

خلاصۃ البحث

اس مقالہ میں بخاری شریف کی شروحات انعام الباری اور نعمۃ الباری کے باب کتاب الجنائز کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب الجنائز کے تحت صاحب نعمۃ الباری نے جنائز کی لغوی تحقیق بیان کی اور اسلام میں جنازہ کا آغاز کب ہوا اور سب سے پہلے کس کی نماز جنازہ پڑھی گئی کا تذکرہ کیا ہے۔ صاحب انعام الباری نے اس کے تحت کچھ ذکر نہیں کیا۔

کتاب الجنائز کے پہلے باب، ''بَابُ مَا جَاءَ فِي الجَنَائِزِ، وَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلاَمِهِ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ'' کے ذیل میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے ذکر کیا کہ " مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِه" والی حدیث سنن ابو داؤد میں ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدیؒ صاحب نعمۃ الباری نے ذکر کیا کہ اہل سنت کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب مسلمان اپنی سزا بھگت کر جنت میں جائے گا۔

''بَابُ الأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ بَابُ الأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ'' اس باب میں صاحب انعام الباری نے احادیث کے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے جنازہ کا حکم اور جنازہ کے آگے یا پیچھے چلنے کی فضیلت میں فقہاء کا اختلاف ذکر کیا۔ اور پھر جنازہ کے متعلق چودہ چیزوں کا حکم بیان کیا۔

'' بَابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ '' صاحب انعام الباری نے اس باب میں " وَاللَّهِ مَا أَدْرِي، وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ، مَا يُفْعَلُ بِي " کے معانی بیان کیے۔ اس کے بعد فرمایا کہ یقین کے ساتھ کسی کو جنتی یا دوزخی نہیں کہنا چاہیے لیکن اچھی امید کی جا سکتی ہے۔ جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے میت کے کفن کو کھول کر چہرہ دیکھنا اور بوسہ دینے کا جواز بیان کیا اور حیات النبی ﷺ کے دلائل ذکر کیے اور تفصیلاً بحث کی ہے۔ صاحب انعام الباری نے اختصار سے کام لیا ہے۔

''بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ بِنَفْسِهِ'' میں صاحب انعام الباری نے اس باب کے تحت ذکر کیا کہ کسی کی موت کی خبر دینا بغیر چیخ و پکار کے جائز ہے۔ جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے فرمایا کہ نجاشی کے علاوہ تین اور صحابہ کرامؓ کا بھی غائبانہ نماز جناہ پڑھا گیا مگر ان تین حضرات کے متعلق روایات ضعیف ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے اس کے بعد کبھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ صاحب نعمۃ الباری نے مسائل کو تفصیلاً بیان کیے ہیں۔

''بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ:{وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ}[البقرة: 155]'' میں صاحب انعام الباری نے احادیث کے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے نابالغ بچوں کے انتقال پر والدین کے جنت میں داخلہ کی وجہ بیان کی۔

''بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ القَبْرِ: اصْبِرِي '' اس باب میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے باب میں موجود حدیث پر اکتفا کیا ہے جبکہ علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے مرد اور عورت دونوں کے لیے قبرستان جانا جائز مگر عورت پر پردہ کا اہتمام لازم ہے۔ اور آواز سے رونا بھی ناجائز ہے۔

''بَابُ غُسْلِ المَيِّتِ وَوُضُوئِهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ''اس باب کے ذیل میں صاحب انعام الباری نے میت کو غسل دینے کی وجہ ذکر کی اور فرمایا کہ میت کو غسل دینے والے پر غسل یا وضو واجب نہیں ہوتا۔اور اس کے بعد بیان کیا کہ مومن کی میت میں حقیقۃً نجاست نہیں ہوتی۔جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے میت کو غسل دینے والے پر غسل یا وضو واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ذکر کیا اس کے بعد بزرگوں سے تبرک کے حصول کے جواز کو ذکر کیا۔صاحب نعمۃ الباری نے تفصیلاً اور عمدہ بحث کی ہے۔

''بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا'' صاحب انعام الباری نے اس باب میں بزرگوں سے تبرک کے حصول جواز کو ذکر کیا۔اور پھر میت اگر عورت ہو تو اس کو کنگھا کرنے اور چوٹیوں کی تعداد اور انکو آگے یا پیچھے ڈالنے میں اختلاف ائمہ ذکر کیا۔اور پھر آخر میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔کہ میرے نزدیک دونوں طریقے جائز اور ثابت بالسنۃ ہیں۔

جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔تو بہر حال صاحب انعام الباری نے تفصیلاً اور عمدہ بحث کی ہے۔

''بَابُ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ المَيِّتِ''اس باب میں صاحب انعام الباری اور نعمۃ الباری نے احادیث کے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔

''بَابُ مَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنَ المَيِّتِ''اس باب میں بھی دونوں شارحین نے صرف احادیث کے ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔

''بَابُ هَلْ تُكَفَّنُ المَرْأَةُ فِي إِزَارِ الرَّجُلِ''اس باب میں صاحب انعام الباری نے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے جبکہ صاحب نعمۃ الباری نے دو مسائل ذکر کیے ہیں۔

References

---

[1]. البخاری،ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری،الناشر دار طوق النجاۃ،الطبعۃ الاولیٰ1422ھ، جز2،ص71

Al-Bukhari,Muhammad bin Ismaeel,Abu-Abdullah,Al-Jame Al-Sahi Al-Bukhari, The publisher is the life collar,1st Publishing :1422AH,Part:2,Page#71

[2]. سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری،الناشر: فرید بک سٹال،لاہور، مطبوعہ 1431ھ،ج3،ص379

Saeedi,Ghulam Rasool,Nimat Al-Bari,Publisher Fareed book stall Lahore,Publishing :1431AH,Part:3,Page:379

[3]. صحیح البخاری، جز2،ص71

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Page#71

[4]. صحیح البخاری، جز2،حدیث نمبر1237

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1237

[5]. السجستانی، أبو داود سلیمان بن الأشعث، سنن ابی داؤد،الناشر: المکتبۃ العصریۃ، صیدا–بیروت، رقم الحدیث:3116

Al-Sajistani,Abu Daood,Suleman bin Ashas,Sunan Abu- Daood , Publisher Modern Library Saida, Beirut,Hadith Number:3116

[6]. عثمانی، محمد تقی،انعام الباری،الناشر: مکتبۃ الحراءٍ ڈبل روم ایریا کورنگی کراچی، پاکستان،ج4،ص401-402

Usmani,Muhammad Taqi,Inaam Al-Bari,Publisher Maktaba Al-Hirra Double Aria Korangi Karachi,Part:4,Page Number:401-402

[7]. نعمۃ الباری،ج3،ص379-381

Nimat Al-Bari, Part:3,Page:379 -381

[8]. صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر1239

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1239

[9]. انعام الباری،ج4،ص402-404

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 402-404

[10]. نعمۃ الباری،ج3،ص381-384

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 381-384

[11]. صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر1241

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1241

[12]. صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر1243

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1243

[13]. انعام الباری،ج4،ص404-408

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 404-408

[14]. ابن بطال أبوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری لابن بطال، دار النشر: مکتبۃ الرشد السعودیۃ، الریاض، الطبعۃ الثانیۃ: **2003**م، جز3، ص239

Ibn e Battal ,Abul Hasan Ali Bin Khalf, Sharah Sahih Al- Bukhari by Ibne Battal ,Publisher:Maktabat ur Rushd Al-Saudia ,Riaz, 2nd Publishing:2003,Part:3,Page Number:239

[15]۔ البقرۃ:2:243

Al-Baqrah :2: 243

[16]. العسقلانی، أبوالفضل أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، الناشر: دار المعرفۃ بیروت، 1379ھ، جز3، ص114

Al-Asqalani,Abu-Alfazl, Ahmad Bin Ali Bin Hajar,Fathul Bari Sharah Sahi Al- Bukhri ,Publisher:Dar Al- Marifat Beirut,Publishing:1379AH,Part:3,Page Number:114

[17]. صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر4454

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:4454

[18]. البقرۃ:۱۴۳

Al-Baqrah :2: 143

[19]. الشیبانی، ابو عبداللہ، احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، طباعت اول:2001م، حدیث نمبر10815

Al-Shaibani,Abu-Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanmbal,Musnad Al-Imam Ahmad Bin Hanbal,Publisher Turkish Message Foundation,1st Publishing:2001,Hadith number:10815

[20]. صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر1243

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1243

[21]. الاحقاف:46: 9

Al-Ahqaaf:46:9

22. الفتح:48:2

Al-Fatah:48:2

23. نعمۃالباری،ج3،ص384-401

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 384-401

24. مسندالامام احمد بن حنبل، حدیث نمبر10815

Musnad Al-Imam Ahmad Bin Hanbal, Hadith number:10815

25. صحیح البخاری، جز:2،حدیث نمبر1245

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1245

26. مسندالامام احمد بن حنبل، حدیث نمبر23270

Musnad Al-Imam Ahmad Bin Hanbal, Hadith number:23270

27. صحیح البخاری، جز:2،حدیث نمبر1246

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1246

28. انعام الباری،ج4،ص408-409

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 408-409

29. شرح صحیح البخاری لابن بطال، جز:3،ص243

Sharah Sahih Al- Bukhari by Ibne Battal, Part:3,Page Number:243

30. نعمۃالباری،ج3،ص401- 405

Nimat Al-Bari, Part:3,Page:401-405

31. صحیح البخاری، جز:2،حدیث نمبر1247

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1247

32. انعام الباری،ج4،ص409-410

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 409-410

33. نعمۃالباری،ج3،ص405

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 405

34. صحیح البخاری، جز:2،حدیث نمبر1248

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1248

35. انعام الباری،ج4،ص410-411

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 410-411

36. مریم:19:71

Maryam:19: 71

37. نعمۃالباری،ج3،ص405-408

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 405 -408

38. صحیح البخاری، جز:2،حدیث نمبر1252

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1248

[39].انعام الباری، ج4، ص411

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 411

[40].نعمۃ الباری، ج3، ص408-409

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 408-409

[41]. صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر1253

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1253

[42]. صحیح البخاری، جز2، ص73

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Page Number:73

[43].انعام الباری، ج4، ص412-413

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number:412-413

[44].العینی، بدرالدین، أبو محمد محمود بن أحمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، الناشر: دار احیاء التراث العربی بیروت، جز8، ص37

Al-Aini,Badr ud Deen ,Abu Muhammad Mahmood Bin Ahmad,Umdatul Qari Sharah Sahih Al- Bukhari,Publisher:Daar Ihya Al-Turaas Al-Arabi, Beirut,Part:8,Page:37

[45].نعمۃ الباری، ج3، ص409-411

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 409-411

[46]. صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر1254

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1254

[47].انعام الباری، ج4، ص413-415

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 413-415

[48].نعمۃ الباری، ج3، ص411-412

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 411-412

[49]. صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر1255

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1255

[50].انعام الباری، ج4، ص415-416

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 415-416

[51].نعمۃ الباری، ج3، ص412

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 412

[52]. صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر1256

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1256

[53].انعام الباری، ج4، ص416

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 416

[54].نعمۃ الباری، ج3، ص412

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 412

[55]، صحیح البخاری، جز2، حدیث نمبر1257

Sahih Al-Bukhari, Part:2,Hadith Number:1257

[56].انعام الباری، ج4، ص416

Inaam Al-Bari, Part:4,Page Number: 416

[57].نعمۃ الباری، ج3، ص412-413

Nimat Al-Bari, Part:3,Page: 412-413